یہ دادا ابو نے سمجھایا تھا کہ اللہ کا دھیان کیسے رکھا جاتا ہے۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ نماز پڑھا کر۔ نماز اللہ کی یاد ہے اور اللہ سے ملاقات ہے اور وہ صبح سے اس وقت تک نماز کو بالکل بھلائے ہوا تھا۔ اس نے اللہ کا دھیان نہیں رکھا تھا اس لئے اللہ نے اسکا دھیان نہیں رکھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور چھتری اُٹھا کر لایا۔ زمین پر تھوڑی سی جگہ چھتری کے لوہے والے سرے سے کھودی اور اِرد گرد پتھر رکھ دیئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پانی جمع ہو گیا۔ ہارون نے وضو کیا اور صبح سے ابھی تک کی ساری نمازوں کی قضا پڑھنے لگا......

کہانی

وصیت

مریم جہانگیر

سالہا سال پرانی بات ہے۔ مصر کے ایک کم آبادی والے علاقے میں ایک کم عمر لڑکا ہارون اپنے دادا شفیع الدین کے ساتھ رہتا تھا۔ چھوٹی سی جھونپڑی جس کے باہر ایک طرف گدھا بندھا ہوتا تھا اور دوسری طرف سبزیاں کاشت کی جاتی تھی۔ ہارون کے دادا کافی ضعیف انسان تھے۔ ایک رات نیند میں انہیں شدید کھانسی کا دورہ پڑا۔ ہارون حساس طبیعت کا مالک تھا۔ نیند سے جاگ گیا اور اپنے دادا کا سینہ ملنے لگا۔ شفیع الدین نے اسکے چھوٹے ہاتھوں کا سہارا لیا اور بیٹھ گئے۔ ہارون کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولے ''میں نے جو کیا ہے تمہارے اچھے کے لئے کیا ہے۔ سفر کے اختتام پر تمہیں سفر طویل نہیں لگے گا۔ میری وصیت کالے بستے میں پڑی ہے۔ اسکا سہارا لینا، منزل مل جائے گی۔'' انہوں نے کھونٹی پر لگے بستے کی طرف اشارہ کیا اور اسکے بعد کھانسی نے انہیں جینے نہ دیا۔

☆......☆......☆

اپنے دادا کی تدفین کے بعد ہارون کو کالے بستے کا خیال آیا۔ اس نے کالا بستہ کھولا۔ اس میں ایک چھتری، بہت سے پتھر اور لکڑی کے مختلف سائز کے ٹکڑے پڑے تھے۔ وہ حیران ہوا یہ کیسی وصیت ہے۔ پھر اس نے اُلٹ پلٹ کر بیگ کا جائزہ لیا۔ بیگ کے ایک طرف ایک چھوٹی سی زِپ تھی۔ اس نے اسے کھولا تو ایک صفحے پر خوبصورت لکھائی میں درج تھا کہ

''سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا تو آپؐ نے فرمایا ''اے لڑکے! اللہ کا دھیان رکھ وہ تیرا دھیان رکھے گا۔ اللہ کا دھیان رکھ تو اُسے اپنے سامنے پائے گا۔ اور

جب سوال کرے تو فقط اللہ سے سوال کر، اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ اور جان لے کہ ساری دنیا اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچائیں تو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے مگر جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر وہ جمع ہو جائیں کہ تجھے کوئی نقصان پہنچائیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے قلم خشک ہو گئے اور صحیفے لپیٹ دیے گئے۔"

(ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ 2516، مسند احمد 2673)

ہارون نے سب چیزیں واپس بستے میں رکھ دیں اور جھونپڑی سے باہر نکل کر چل پڑا۔ کچھ خشک میوہ جات اس نے اپنی جیب میں بھر لئے تھے۔ انھیں کھاتا رہا اور چلتا رہا۔ چلتے چلتے رات پڑ گئی۔ اور اندھیرا گہرا ہو گیا۔ بارش شدید طوفان سے یکا یک آئی اور سارے منظر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہارون ایک بڑے سے درخت کی جڑوں میں بیٹھ گیا لیکن بارش اپنی سمتیں بدل رہی تھی۔ اس نے چٹکی بجائی اور بستے میں سے چھتری نکالی۔ لیکن یہ کیا۔۔۔۔ طوفان نے شدت اختیار کر لی اور اسکی چھتری اس سے کہیں دور جا پڑی۔ اس لڑکے کے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں وہ خود سے مخاطب ہوا" ہارون تم نے کیا غلطی کی ہے جو پھنس گئے ہو۔" مگر جواب نہ ملا۔ بادلوں کی گڑگڑاہٹ اور بجلی کی چمک نے اسکے اوسان خطا کر دیئے۔ "دادا کے ہوتے میں ان سے مشورہ لیتا تھا۔ اب کیا کروں اور کس سے پوچھوں؟" وہ خود سے سوال کر رہا تھا۔ "ہاں دادا جان نے جو وصیت کے طور پر نبی کریمؐ کی جو حدیث مبارکہ لکھ کر دی ہے۔ اس سے ضرور کوئی نہ کوئی راستہ نکلے گا۔"

اب کے جب بجلی کڑکی تو ہارون نے دوبارہ حدیث مبارکہ کو پڑھا اور اسکی آنکھوں سے آنسو آنے لگے" اے لڑکے! اللہ کا دھیان رکھ وہ تیرا دھیان رکھے گا۔ اللہ کا دھیان رکھ۔" یہ دادا ابو نے سمجھایا تھا کہ اللہ کا دھیان کیسے رکھا جاتا ہے۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ نماز پڑھا کر۔ نماز اللہ کی یاد ہے اور اللہ سے ملاقات ہے اور وہ صبح سے اس وقت تک نماز کو بالکل بھلائے ہوا تھا۔ اس نے اللہ کا دھیان نہیں رکھا تھا اس لئے اللہ نے اسکا دھیان نہیں رکھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور چھتری اُٹھا کر لایا۔ زمین پر تھوڑی سی جگہ چھتری کے لوہے والے سرے سے کھودی اور اِرد گرد پتھر رکھ دیئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پانی جمع ہو گیا۔ ہارون نے وضو کیا اور صبح سے ابھی تک کی ساری نمازوں کی قضا پڑھنے لگا۔ نماز پڑھ کر جب سلام پھیرا تو طوفان ختم ہو چکا تھا۔ اس نے شکرانے کے لئے ہاتھ

اُٹھائے اور وہیں میٹھی نیند نے آلیا اور وہ سو گیا۔

☆......☆......☆

اگلی صبح کسی نے زور سے ہارون کا کندھا ہلایا اور وہ آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ یہ چھوٹا سا قافلہ تھا۔ ایک درمیانی عمر کے انکل، انکے ساتھ انکی بیوی اور دو بیٹیاں۔ بڑی لڑکی ہارون سے تین چار سال چھوٹی تھی اور چھوٹی بیٹی کو ان انکل کی زوجہ نے اُٹھا رکھا تھا۔

''یہاں کیوں پڑے ہوئے ہو؟'' انکل نے پوچھا۔ ''وہ میں شہر کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ اپنے دادا کے ساتھ رہتا تھا ان کا انتقال ہو گیا ہے وہ شہر کا بہت تذکرہ کرتے تھے۔'' ہارون نے جواب دیا۔ دادا کو یاد کرتے اس کی آنکھوں میں نمی سی آ گئی تھی۔

'آؤ ہمارے ساتھ چلو۔'' اس آدمی نے ہارون کے کندھے کو سختی سے دباتے ہوئے کہا۔

اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ تھا لہٰذا ہارون ان کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ گھر سے لائے ہوئے خشک میوہ جات کہیں راستے میں ہی رہ گئے تھے یا شاید کل رات کی بارش نے انہیں بہا دیا تھا۔ بھوک سے پیٹ میں مروڑ پڑ رہے تھے۔

ایک کنویں کے پاس آ کر وہ آدمی رُکا۔ ''اس جگہ ہم آدھا گھنٹہ قیام کریں گے۔ تمہارا کھانا پینا ہمارے ذمہ نہیں ہے۔ جہاں سے جو دل کرتا ہے کھا لو۔ آدھے گھنٹے بعد یہیں آنا پھر ہم آگے چلیں گے۔''

ہارون اس بات کو سُن کر رونا چاہتا تھا مگر اُسے حدیث یاد آ گئی۔ ''اور جب سوال کرے تو فقط اللہ سے سوال کر اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ۔'' اس نے روتے ہوئے اللہ سے دُعا کی کہ ''تو نے حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں، کیڑے کو پتھر میں رزق نوازا ہے۔ یا اللہ! مجھے بھوکا مت رکھ، مجھے بھی کچھ کھانے کو دے۔ یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین رحم فرما اور میری دُعا کو قبول فرما۔''

درود شریف پڑھ کر جب اس نے آنکھ کھولی تو دور ایک درخت سیبوں کا نظر آیا۔ جس کے ساتھ انگور کی ایک بیل بھی لگی ہوئی تھی۔ اس نے دیکھا کہ آس پاس کے سارے درخت ہی پھلوں سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ چلتا چلتا آگے گیا اور درختوں پر ہی نظر رکھی ہوئی تھی کہ پاؤں دفعتاً گیلا ہو گیا۔ اس نے دیکھا تو نیچے پانی تھا۔ پانی کا

بہاؤ تیز تھا وہ فوراً پیچھے ہوا۔ یہ کسی گہری شاخ کی یا کوئی چشمہ۔ اس نے ترکیب لگائی اپنے بیگ سے لکڑی کے سارے ٹکڑے نکالے سب سے بڑا ٹکڑا ہاتھ میں رکھا۔ پانی بس ایک فٹ گہرا تھا لیکن اس پر گہرے سبز رنگ کی کائی جمی ہوئی تھی اور جامنی رنگ کا ایک پودا تھا جس کے بارے میں عموماً کہا جاتا تھا کہ زہریلا ترین پودا ہے۔ جس کے جسم کو چھو جائے وہ فوت ہو جاتا ہے۔ ہارون نے سب سے بڑا لکڑی کا ٹکڑا ہاتھ میں رکھا اور چھوٹے ٹکڑوں کو پانی میں عموداً گاڑ دیا۔ اس طرح جامنی پودا چھپ سا گیا۔ اب وہ پنجوں کے بل چلتا ہوا پانی کے دوسری طرف آ گیا۔ لکڑی کا بڑا ٹکڑا سائیڈ پہ رکھا یہ واپسی میں بھی پانی کے تیز بہاؤ سے بچنے کے کام آنا تھا۔ دوسری طرف آ کر جب درختوں کو دیکھا تو سب پھل اُونچے تھے اور درختوں پر چڑھنا وہ نہیں جانتا تھا۔ اس نے بستے میں ہاتھ مارا تو نوکیلے پتھر ہاتھ میں آئے۔ دماغ نے پھر ساتھ دیا۔ اس نے پتھروں کے ذریعے نشانے لگا لگا کر پھل نیچے گرائے اور انہیں بستے میں بھرتا گیا۔ پھل کو دیکھ کر بھوک کا احساس ختم ہو چکا تھا۔ اسے یاد آیا کہ جن لوگوں کے ساتھ وہ چل رہا تھا ان کے پاس بھی کھانے کو خاص سامان نہ تھا۔ وہ واپس اسی کنوئیں پر پہنچا۔ ان انکل اور انکے خاندان کو پھل کا بڑا حصہ دیا اور خود بھی کھایا۔

☆......☆......☆

تین دن کے سفر کے بعد وہ لوگ شہر پہنچ گئے۔ شہر پہنچ کے ہارون ان انکل جن کا نام سمیع الدین تھا ان سے الگ ہونے لگا تو وہ زبردستی اسے اپنے گھر لے گئے۔ وہاں ایک کمرے میں ہارون کو بند کر دیا اور باہر سے بولے "میں تمہارا حقیقی چچا ہوں۔ مجھے حیرت ہے کہ تمہیں نام سے شک نہیں ہوا۔ یہ گھر اور بہت سا کاروبار تمہارے والد کا ہے۔ جس کو میں حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ تمہارے والد فوت ہو گئے تھے۔ میرے ارادے کو دیکھتے ہوئے میرے ابا جان اور تمہارے دادا جان تمہیں یہاں سے دور لے گئے۔ میرے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ لیکن میرے اس ظلم کے بعد میرے تینوں بیٹے وبائی بیماری سے اللہ کو پیارے ہو گئے میں انہیں دفنانے گیا۔ تو ابا جان کا خیال آیا کیونکہ وہ یہاں سے جانے سے پہلے تمہارے والد کی کمائی کے تمام جواہرات اور کاغذات اس کمرے میں موجود دو صندوقوں میں بند کر گئے تھے۔ ان صندوقوں کے تالوں میں 4 ہندسوں والا نظام ہے۔ میں نے بہت کوشش کی لیکن صندوق کھولنے میں ناکام رہا۔ اب تم مجھے یہ کھول کر دو گے ورنہ یہیں مر جاؤ گے۔"

اندر ہارون انکشاف پر انکشاف سن کر حیران تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اسے یاد آیا حدیث مبارکہ میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اور جان لے کہ ساری دنیا اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کوئی فائدہ پہنچائیں تو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے مگر جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر وہ جمع ہو جائیں کہ تجھے کوئی نقصان پہنچائیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم خشک ہو گئے اور صحیفے لپیٹ دیئے گئے۔“ ہارون بولا ”چچا جان آپ نے جو کیا ہے میں اس کے لئے آپکو معاف کرتا ہوں ۔آپ بھی انسان ہیں اور انسان خطا کا پتلا ہے۔ آپ دروازہ کھولیں ۔ میں آپکو وہ ۴ ہندسے بتاتا ہوں جو ان دونوں صندوقوں کو کھول دیں گے۔“ سمیع الدین حیران ہو گئے اور دروازہ کھول دیا۔ اندر داخل ہوئے۔ دونوں چچا بھتیجا صندوق کے سامنے جا بیٹھے۔

ہارون بولا ”پہلے صندوق کا خفیہ تالا کھلنے کے ہندسے ہیں 2516۔“ یہ لگانے کی دیر تھی صندوق کھل گیا اور جواہرات کی چمک سے ہارون کو اپنی آنکھوں پر بازو رکھنا پڑی۔ سمیع الدین حیرانگی سے دوسرے صندوق کی طرف بڑھے اور سوالیہ انداز میں ہارون کو دیکھا وہ بولا ’2673‘۔ صندوق کھل چکا تھا اور جائیداد کے کاغذات سامنے تھے۔ سمیع الدین اب ہارون کی طرف مڑے ”تمہیں کیسے پتا یہ سب؟“ ہارون نے ہاتھ میں دبا کاغذ انکی طرف بڑھایا (ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ 2516، مسند احمد 2673) آخر میں یہ لکھا دیکھ کر سمیع الدین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور انہوں نے اللہ سے سچی توبہ کی۔ ہارون کو گلے سے لگاتے ہوئے بولے ”بے شک میں غلطی پر تھا اور حدیث کی راہ پر چلنے والوں کو شکست نہیں ہوتی۔“

ساری دنیا نے دیکھا کہ اس کے بعد سمیع الدین چچا ہونے کے باوجود ہارون کے لئے کبھی مشکل کھڑی نہ کر سکا (ایک پیسے کا بھی غبن نہ کیا) اور ہارون کی جوانی تک اس کے کاروبار کو ایمانداری سے دیکھتا رہا کیونکہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

❁......❁......❁